بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی
نگرانِ اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 28 محرم 1431ھ 15 تا 21 جنوری 10ء | شمارہ 2 | فون 7656730 فیکس 7659847

موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ

آج ہمارا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ اہل اسلام، اسلام کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وہ چیز جو سمجھ میں نہ آئے یا کوئی دشمن کسی سے بے ھنی و بے سروپا بات کو اسلام کے کھاتے میں ڈال دے تو ہم بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور اس کی تصدیق کرنے لگتے ہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں اسلام کے پاس معاشی نظام نہیں، مسلمان مان لیتے ہیں۔ اسلامی حدود کو وحشیانہ اور غیر فطری نظام گردانتے ہیں تو ہم عین یقین کر لیتے ہیں اب تو معاشرے میں ہونے والا ہر برا کام اور ظلم و بے رحمی کو اسلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ معاشرتی و سماجی رسم و رواج اور برائیاں جو ہندو معاشرے کا عطیہ ہیں۔ انہیں اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے معاشیات و اقتصادیات کے یورپی و امریکی اصول و نظریات کے کڑوے کسیلے پھلوں کو اسلام کی معاشی بے اطمینانی کا علاج تجویز کیا جا رہا ہے۔ نام کے مسلمانوں نے اپنا نام بچانے کے لئے ہر شعبہ زندگی میں اسلامی اصولوں کا نام بدنام کر ڈالا ہے۔ سب سے بڑھ کر عورت کی حیثیت کا شور اٹھانے والی وہ عورتیں اور مرد جو اپنے حقوق سے خود لاعلم ہیں (اسلام کو الزام دے کر) اپنے معاشرے کی عورت کی مظلومیت کا جنازہ سجاتے پھرتے ہیں جو خود ہندو و یورپی تہذیب و ثقافت کا نہ صرف عملاً شکار ہیں بلکہ غیر ارادی طور پر اس کے داعی اور اسلامی تہذیب کے دشمن بھی ہیں۔

وہ عورت کی بدحالی پر نوحہ کہتے اور لکھتے ہیں (عملاً کرتے کچھ نہیں) اور کہتے ہیں کہ انہیں اسلام کے قوانین نے مارا ہے مرد کی برتری نے مارا ہے، اسلامی قیود و فرائض اور مرد کے اختیارات نے انہیں جکڑا ہوا اور مہر بلب کر رکھا ہے حالانکہ مسلمان عورت اسلام کی رو سے اپنے حق کی آواز اٹھا سکتی ہے اور عدالت اس کے سلب کردہ حقوق واگزار کرا سکتی ہے۔ جتنے حقوق اور مرتبے سے اسلام نے عورتوں کو نوازا ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کی ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتا ہے۔ حقوق نسواں کی داعی خواتین جس آزادی اور جن حقوق کی بات کرتی ہیں ان کے نتائج ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابو عکاشہ عبداللطیف حلیم

درس حدیث

میت پر بین کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا حرام ہے

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب لیس منامن شق الجیوب حدیث: ۱۲۹۴)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے (بین کیا۔)

رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور بین کرنے والے پر رسول کریم ﷺ نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ بلکہ ایسا عمل کرنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں، یعنی وہ ہماری شریعت پر عمل نہیں کرتا، نہ جانے کس دین پر عمل پیرا ہے یا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رسول کریم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو بطور خاص ان سے اس بات پر بیعت لیتے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، اس لیے کہ عورتوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گی۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب ماینھی عن النوح والبکاء، حدیث: ۱۳۰٦)

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بین کرنا کتنا بڑا جرم ہے کہ آپ بیعت کرتے وقت عورتوں سے بین نہ کرنے کا عہد لیتے۔

بین کسے کہتے ہیں؟ اور جب کسی پر بین ہو رہے ہوں، تو فرشتے اسے سرزنش کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس پر راضی نہ بھی ہو۔ اس لیے اس سے بہت بچنا چاہیے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، تو ان کی بہن رونے لگی اور کہتی تھی ہائے اے پہاڑ، ہائے ایسے اور ایسے! ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا: تو نے جو کچھ کہا، تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا، تو اس طرح ہی ہے؟ (صحیح بخاری کتاب المغازی، باب عشروہ موتۃ من أرض الشام حدیث: ٤٢٦٧)

اس سے معلوم ہوا اس طرح کے الفاظ کہ اے میرے شیر، میرے چاند، میرے سہارے، میرے بچوں کو یتیم کر جانے والے وغیرہ وغیرہ الفاظ کہنا سخت گناہ اور شریعت میں بہت بڑا جرم ہے۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بین کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکو گندھک کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہوگی۔ (صحیح مسلم) یعنی بین کرنا اور نوحہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور قابل سزا ہے۔

کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے لائق نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے ذرہ بھر انحراف کرے، بلکہ انہیں تسلیم کرنے اور اپنانے میں ہی برکت اور نجات ہے۔

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 2
28: محرم ☆ 1431ھ
15. جنوری ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : حافظ محسن یوسف
0321-4025503

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ آل عمران 6
کچھ یادیں کچھ باتیں 10
رشوت معاشرے کا خطرناک کینسر 12
غیرت 14
خضاب کے مسائل 17

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

مولانا عبداللطیف حلیم

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے ہی کیوں؟

ان عدة الشهور عندالله اثنا عشرشهرافی کتب الله یوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم (التوبة ۳۶) آسمان وزمین کی پیدائش کے دن سے لے کر مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار انتہائی احترام وحرمت کے لائق ہیں۔ یعنی رجب، ذی القعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔

ماہ محرم کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم۔ اللہ مالک الملک کے ہاں ماہ رمضان کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم کے ہیں۔ جو اللہ کا مہینہ ہے (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم) ماہ محرم کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۰ محرم کے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وصیام عاشوراً احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله۔ عاشورہ کے روزے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گزرے ہوئے ایک سال کے لیے کفارہ بنادے۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثة ایام) یہاں یہ بات یاد رہے کہ ماہ محرم کی یہ فضیلت الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج کے دن تمہارا دین میں نے مکمل کردیا۔ کے نزول سے پہلے ہی ثابت ہے اور سانحہ حسین ؓ سے اس فضیلت کا کوئی تعلق نہیں۔

سن اسلام کی ابتدا محرم سے کیوں؟: ہر اسلامی سال جب ابتدا کرتا ہے تو اس میں ایک ایسی یاد پنہاں ہے جسے اسلام میں بہت فضیلت حاصل ہے اس سن کا آغاز ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اس واقعہ اور قربانی کی یاد دلاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا گھر بار اللہ کے دین کے لیے قربان کرتے ہوئے مدینہ کا رخ کیا۔ محرم کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ اس لیے قرار دیا گیا کہ: ان ابا موسی کتب الی عمر انه یاتینامنك کتب لیس لهاتاریخ فجمع عمرالناس فقال بعضهم ارخ بالمبعث وبعضهم ارخ بالهجرة فقال عمر الهجرة فرقت بین الحق والباطل فارخوا بها وذلك سنة سبع عشرة (فتح الباری ۷/۳۲۲ کتاب مناقب الانصار باب التاریخ من این ارخوا التاریخ؟) ۱۷ھ میں ابوموسیٰ اشعریؓ نے عمرؓ کی طرف خط لکھا۔ کہ آپ کے پاس سے ہمارے ہاں جو خط وغیرہ آتے ہیں ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی نے لوگوں کو جمع کیا بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ نبوت کے سال اور بعض نے ہجرت کے سال سے اس تاریخ کا آغاز کرنے کا مشورہ دیا۔ عمرؓ نے فرمایا: ہجرت حق

اور باطل میں فرق کرتی ہے لہٰذا اسی سال سے تاریخ اسلامی کا آغاز کر دیا گیا۔ پھر مہینوں میں اختلاف ہوا۔ چونکہ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا منصوبہ طے کر لیا گیا تھا اور اسکے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔ بالا تفاق محرم کو سن اسلامی کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا۔ کہ یہ اسلامی سال رسول اللہ ﷺ کے اس واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اتنا مجبور ہو جائے کہ اسے دین الٰہی کی وجہ سے ہر طرف سے مصائب اور آلام گھیر لیں بستی کے لوگ اس کے دین کی وجہ سے اس کے دشمن بن جائیں قریبی رشتہ دار بھی اس کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیں اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے تو کفر و باطل سے سمجھوتہ کرنے کی بجائے دین اسلام کی آبیاری کے لیے اور اپنے دین کی تبلیغ کے لیے ایسی بستی کو الوداع کہہ کر وہاں سے ہجرت کر جائے۔ کہ اسلام میں ہجرت کی بہت ہی اہمیت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الهجرة تهدم ما كان قبلها (صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یهدم ما قبله و کذا الهجرة والحج حدیث ۱۲۱) ہجرت پہلے تمام کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ہجرت کی فضیلت میں ایک مزید واقعہ بیان کر کے میں اس کی فضیلت کو واضح کرنا چاہتا ہوں ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں: کہ جب ہمیں رسول کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ ہم تقریباً ۵۳ لوگ تھے ہم بھی آپ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالبؓ سے ہو گئی جو پہلے وہاں پہنچ چکے تھے۔ جب ہم نے وہاں سے مدینہ کی طرف کوچ کیا تو آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے کچھ لوگ ہم سے کہنے لگے ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔ اسماء بنت عمیس بھی ہمارے ساتھ تھیں یہ ام المؤمنین حفصہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عمرؓ بھی حفصہؓ کے گھر پہنچے۔ اس وقت اسماء بنت عمیسؓ وہیں تھیں۔ عمرؓ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ ام المؤمنین نے بتایا کہ یہ اسماء بنت عمیسؓ ہیں۔ عمرؓ فرمانے لگے اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماءؓ نے کہا جی ہاں! عمرؓ فرمانے لگے ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم تمہارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماءؓ اس پر بہت غصے ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آپ کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے اسے آپ نصیحت کیا کرتے تھے لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے۔ یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے برداشت کیا۔ پھر جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں۔ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ اشعری اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے ان کے لیے دنیا میں رسول مکرم ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور عظمت والی کوئی بات نہ تھی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر حدیث: ۴۲۳۰)

اس واقعہ میں بھی ہجرت کی بہت بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے چونکہ صحابہ کے نزدیک اور بطور خاص عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کرنے کی فضیلت رسول ﷺ کی زبان اقدس سے سن رکھی تھی۔ اس لیے سب نے محرم کے مہینے کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ قرار دیا جو کہ ہجری سن کہلاتا ہے۔ جس کا تعلق نہ آپ کی پیدائش سے اور نہ وفات سے ہے۔ کسی کی پیدائش کو یادگار بنانا عیسائیوں کا مذہب ہے اور کسی کی وفات کو یادگار قرار دینا رافضیوں کا طریقہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ میں یہ عقیدہ بیان کر دیا۔ مغیرہ بن شعبہؓ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا جس دن ابراہیم لخت جگر رسول کریم ﷺ فوت ہوئے۔ تو صحابہ کہنے لگے: کسفت الشمس لموت ابراهيم ۔ سورج تو ابراہیمؓ کی موت پر گرہن لگا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الشمس و القمر لا ینکسفان لموت احد و لا لحیاته کہ سورج اور چاند کو بھلا کسی کی موت و حیات سے کیا سروکار ہے۔ یہ تو اللہ کی آیات میں دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انہیں گرہن لگا دیکھو تو جلدی سے نماز کسوف پڑھو۔ (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب هل يقول كسفت الشمس او خسفت حدیث: ۱۰۴۷)

ابو بکر صدیقؓ نے وفات رسول اللہ ﷺ کے موقع پر اس عقیدہ کو ہی واضح کیا فرمایا: اما بعد من کان منکم یعبد محمدا ﷺ فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد الله فان الله حی لا یموت ۔ کہ جو تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا یقین کر لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ یقین کر لے کہ اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته حدیث: ۴۴۵۴) بتانا یہ مقصود تھا: قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین (الانعام: ۱۶۲) واقعہ ہجرت اور ماہ محرم تو ہمیں درس دیتا ہے کہ اپنی نماز، قربانی، زندگی اور موت ہر ہر لحہ اللہ رب العالمین کے نام کر دو۔

(بقیہ صفحہ نمبر 11)

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف
بانی ومتولی مسجد امۃ العزیز اہلحدیث فیصل آباد

وقفہ وقفہ سے دو رجعی طلاقوں کے بعد رجوع جائز ہے

مسمی وسیم احمد نے اپنی بیوی مسماۃ شمیم کو زبانی طور پر طلاق دی مگر عدت کے اندر اندر رجوع کر لیا، اور بطور میاں بیوی آباد ہو گئے۔ تقریباً ایک سال کے اندر خاوند کچھ مقدمات میں ملوث ہو کر جیل چلا گیا اور بظاہر اسکی جلد رہائی کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کی بیوی کے لواحقین نے طلاق کا مطالبہ کر دیا جبکہ وہ طلاق دینا نہیں چاہتا تھا۔ اسکی بیوی کے لواحقین نے طلاق کی ایک تحریر تیار کر کے اس کے سامنے دستخط کرنے کیلئے رکھی۔ اس تحریر کی نقل ہمراہ ہٰذا الف ہے۔ مسمی وسیم نے ان کے شدید اصرار اور دباؤ کے تحت شدید غصے اور صدمے کی کیفیت میں اس تحریر پر دستخط ثبت کر دیئے۔ جبکہ زبان سے اس نے طلاق کا کوئی لفظ ادا نہیں کیا۔ یہ طلاق نامہ مسلم فیملی لاء آرڈیننس مجریہ 1961ء کے تحت چیئرمین ثالثی کونسل کے دفتر میں درج کروایا گیا۔ اور مدت عدت کی تکمیل کے بعد طلاق کا سرٹیفکیٹ بھی جاری ہو چکا ہے۔ اور اب وہ دونوں بطور میاں بیوی آباد ہونا چاہتے ہیں۔ دونوں کا ایک بچہ بھی ہے۔ مفتیان عظام سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر دونوں کی آبادکاری کی کوئی صورت ممکن ہے یا کہ نہیں۔ اگر ہے تو کس طرح سے؟

سائل: وسیم بذریعہ، قاری محمد حنیف مدنی، مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

الجواب بعون الملک الوھاب ومنہ الصدق والصواب: بشرط صحت سوال یعنی اگر سوالنامہ اصل حقیقت کے عین مطابق ہے اور ان طلاقوں سے پہلے کوئی طلاق نہیں دی تو صورت مسئولہ میں دو رجعی طلاقیں واقع ہو کر نکاح ٹوٹ چکا ہے اور اب رجوع کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں رہی چونکہ یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں اور رجعی طلاق کا مطلب ہے کہ اس میں عدت (تین حیض، یا تین ماہ، یا وضع حمل) کے اندر رجوع شرعاً جائز ہوتا اور بعد از عدت نکاح جدید کی اجازت ہوتی ہے مگر طلاق اپنی جگہ قائم اور شمار ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے اسلوب سے واضح ہے فرمایا:

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان [سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۹] کہ رجعی طلاق دو دفعہ ہے، پھر یا تو عدت کے اندر اندر روک لینا ہے یا پھر بھلے طریقہ سے چھوڑ دینا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ رجوع کی اجازت کے باوجود طلاق بحال رہتی ہے، رجوع کے ساتھ کالعدم نہیں ہوتی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں دو طلاقیں وقفہ وقفہ سے واقع ہو چکی ہیں مگر یہ دونوں رجعی طلاقیں ہیں۔

رہا یہ کہ دوسری طلاق غصہ اور صدمہ کی حالت میں دی گئی، مگر چونکہ بظاہر طلاق پر بقائمی ہوش وحواس دستخط کیے گئے ہیں لہٰذا دوسری طلاق بھی واقع ہو چکی ہے۔ شرعاً جس غصہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی وہ غصہ ہے جس میں آدمی پاگل پن کے عالم میں ہو یعنی اسے پتہ ہی نہ ہو کہ کیا کہہ رہا ہوں، جبکہ دستخط اس کے ارادہ طلاق کی چغلی کھا رہے ہیں۔ اور طلاق دہندہ شرعاً مکرہ بھی نہیں کیونکہ مکرہ (مجبور) شرعاً وہ ہوتا ہے جس کی گردن پر چھری وغیرہ تیز دھار آلہ یا گولی لگ جانے کا غالب گمان اور فوری کاروائی کا یقین ہو جائے اور ظاہر ہے ایسی کوئی صورت حال طلاقنامہ میں مذکور نہیں۔ لہٰذا سائل کو ان دونوں باتوں کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

رہا سائل کا یہ موقف کہ میں نے صرف دستخط کئے ہیں اور زبان سے لفظ طلاق ادا نہیں کیا تو واضح رہے کہ جس طرح زبان سے ادا کردہ طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح عملی اور تحریری طلاق بھی شرعاً پڑ جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: ان الله تجاوز عن امتی ما حدثت به انفسها ما لم تعمل او تكلم۔ [صحيح البخاری باب الطلاق فی الاغلاق والكره والسكران ج۲ ص ۷۹٤ وصحيح مسلم ج۱ ص۷۷]

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے قلبی خیالات معاف کر رکھے ہیں، جب تک وہ ان پر عمل نہ کرلے یا زبان سے بول کر ادا نہ کرلے۔ چونکہ تحریر اور دستخط بھی بلاشبہ عمل ہے، لہٰذا تحریری طلاق بھی شرعاً معتبر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث سے تحریری طلاق کے وقوع پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں "واستدل به علیٰ ان من كتب الطلاق طلقت امرأته لانه عزم بقلبه وعمل بكتابته وهو قول الجمهور [فتح الباری ج ۹ ص ٤۹۲] اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ تحریری طلاق ہو جاتی ہے جمہور علماء کا بھی یہی قول اور مذہب ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 19)

سورۃ آل عمران

(قسط نمبر: 11) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ o"

یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔اور اہل کتاب نے تو علم آجانے کے بعد (یعنی حق واضح ہو جانے کے بعد) ضد اور حسد کی بناء پر باہم اختلاف کیا۔اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:۔

الدِّينَ: وہ چیز کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہو۔

بَغْيًا: ایسی سرکشی جو ظلم اور حسد کی بناء پر ہو۔

ماقبل سے مناسبت:۔

سابقہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تذکرہ تھا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ میری وحدانیت اور الوہیت اگر کوئی دین بیان کرتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔اور یہی وہ دین ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اسی کا پرچار کرتے رہے۔یہی وجہ ہے کہ اس دین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں کرتے۔

التوضیح: إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

یہ آیت مبارکہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جسکی دعوت و تبلیغ ہر نبی اپنے دور میں کرتا رہا۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ پر اس دین حنیف کی حتمی شکل کو نازل فرمایا کہ جس میں توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ آخرت پر یقین رکھنا اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی بسر کرنا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے۔آپ ﷺ کی نبوت کے بعد نبوت کے تمام راستے بند ہو گئے۔لہٰذا اب جو شخص شریعت محمدی ﷺ کے سوا کسی اور چیز پر عمل کرے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ" [آل عمران ۸۶]

جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو تلاش کرے اس کا دین قبول نہیں کیا جائیگا۔اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔اور اسلام ہی وہ دین ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے منتخب اور پسند کیا فرمایا: وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اور یہی وہ دین ہے کہ جس پر استقامت کا حکم اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ" (۱۰۶) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

یعنی تمہارا خاتمہ دین اسلام پر ہو۔اور تمہاری اخروی کامیابی کا راز یہی ہے کہ تم اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت دین اسلام پر قائم اور ثابت قدم ہو۔

اسلام غالب اور بقیہ تمام ادیان مغلوب:۔

کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب اور ضابطہ حیات ہے کہ جسے بقیہ تمام ادیان پر غالب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دین اسلام دے کر مبعوث فرمایا جو حق اور باطل میں امتیاز کرنے کے ساتھ ساتھ حق کو واضح اور باطل کو مٹانے والا ہے۔یہی دین اسلام اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کی صحیح انداز میں تبیین اور عکاسی کرتا ہے۔اس دین الٰہی میں ایسے احکام ہیں جو جسم، روح اور قلب (دل) کے لیے نفع بخش اور انسان کی

اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہیں ۔اسلام اخلاص نیت، کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرنے اور اسکے احکام کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے۔

اسلام کے احکام، مکارم اخلاق، محاسن عادات، اعمال صالحہ اور آداب نافعہ پر مشتمل ہیں ۔اور اسلام ان تمام برے اعمال اور اخلاق سے روکتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں ۔تو جب یہ دین اسلام اتنی خصوصیات کا حامل ہے کہ اس پر صحیح معنیٰ میں عمل پیرا ہونا ہی انسان کی دنیاوی واخروی نجات کی کامیابی کا باعث ہے تو یہی دین غالب ہوگا اور بقیہ تمام ادیان مغلوب ہوں گے۔ اور اسی مقصد کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ“ [التوبہ ۳۳] اسی اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رسول (محمد رسول اللہ ﷺ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اس (دین اسلام) کو تمام مذہبوں پر غالب کردے۔

خصوصیات اسلام:۔

اسلام ایک ایسا مکمل مذہب ہے کہ جو ہر دور اور ہر قسم کے حالات میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہ کام صرف وہی مذہب سرانجام دے سکتا ہے کہ جس کے اندر متعدد اوصاف اور خوبیاں موجود ہوں ۔اسلام اپنے اندر لاتعداد خصوصیات کو سموئے ہوئے ہے ۔ان خصوصیات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

امن وسلامتی:۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو امن اور سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”**المسلم اخو المسلم ،لایظلمه ولایسلمه ومن کان فی حاجة أخیه کان الله فی حاجته**“ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی (ظالم) کے حوالے کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اسکی ضرورت پوری کرے گا۔ [بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبه رقم الحدیث ۶۵۵۱]

اسی طرح مسلمان اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده**“ [سنن ابی داؤد کتاب الجهاد رقم الحدیث ۲۴۸۱]

اسلام نے امن وسلامتی کی ایسی مثال قائم کی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب ایسی مثال قائم کرنے سے قاصر ہیں ۔اسلام نے حالت جنگ میں بھی دشمن کی عورتوں، بوڑھوں (جو جنگ میں شریک نہ ہوں) اور بچوں کو قتل کرنے سے بھی منع کیا ہے حتیٰ کہ حالت جنگ میں دشمن کے پھل دار اور سایہ دار درخت کو کاٹنے سے بھی منع کیا ہے کیونکہ یہ ایک امن وسلامتی والا دین ہے۔ اسلام صرف انسانیت کو ہی امن فراہم نہیں کرتا بلکہ اس نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھی امن وسلامتی فراہم کی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کیلئے گئے۔ ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ اسکے دو بچے تھے، ہم نے بچے پکڑ لئے، چڑیا (اپنے بچوں سے جدائی کی بناپر) تڑپنے اور گرنے لگی نبی ﷺ تشریف لائے (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ”**من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها الیها**“ کس نے اسکے بچے چھین کر اسکو تکلیف میں مبتلا کیا ہے؟ اسکے بچے اسے واپس لوٹا دو [سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی کراهیة حرق العدو بالنار رقم الحدیث ۲۶۷۵]

۲ قبول اسلام سابقہ گناہوں کا کفارہ:۔

قبول اسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک پسندیدہ عمل ہے کہ اسکی وجہ سے انسان کے سابقہ گناہوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ معاف فرما دیتے ہیں ۔حضرت ابن شماسہؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے۔ حضرت عمرو بن العاص بہت دیر تک روتے رہے پھر فرمایا: ”**فلما جعل الله الاسلام فی قلبی أتیت النبی ﷺ فقلت یارسول الله ﷺ ابسط یمینك لابایعك فبسط یده فقبضت یدی فقال مالك یا عمرو؟ قال اردت ان اشترط ،قال تشترط ماذا؟ قال ان یغفر لی**“ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت اور رغبت ڈال دی، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اپنا دایاں ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کروں، تو نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو کیا بات ہے میں نے کہا (میں شرط عائد کرتا ہوں) کہ میرے سابقہ تمام گناہوں کو معاف کردیا جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”**اما علمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ماکان قبله وان الهجرة تهدم ماکان قبلها وان الحج یهدم ما کان قبله**“ اے عمروؓ! کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ قبول اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ [صحیح الترغیب والترهیب کتاب

الحج باب الترغیب فی الحج والعمرۃ ج ۲ ص ۴ ۔ ۵ رقم الحدیث ۱۰۹۷]

۳ اسلام اور حیاء:

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو حیاء کے کامل تصور کو پیش کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا اور حیاء کی تعلیم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب ہو کر فرمایا: "استحیوا من اللہ حق الحیاء" اللہ تعالیٰ سے اسطرح حیاء کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ الحمد للہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لیس ذلک ولکن الاستحیاء من اللہ حق الحیاء ان تحفظ الرأس وما وعیٰ وتحفظ البطن وما حوی ولتذکر الموت والبلیٰ ومن اراد الآخرۃ ترک زینۃ الدنیا فمن فعل ذلک فقد استحییٰ من اللہ حق الحیاء" اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ تو سر اور جو کچھ اس میں ہے (یعنی آنکھ، دماغ، زبان، کان وغیرہ) اسکی حفاظت کرے، اور یہ کہ تو پیٹ اور جو کچھ اس میں ہے (یعنی سر کے علاوہ بقیہ تمام اعضاء، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ) اسکی حفاظت کرے، اور تو مرنے اور (بعد الموت) بوسیدہ ہو جانے (یعنی ہڈیوں کے گل سڑ جانے) کو یاد رکھے، اور جس نے آخرت (کی کامیابی) کا عزم کر لیا دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنیکا حق ادا کر دیا۔ [سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ رقم الحدیث ۲۴۵۹، صحیح الترغیب والترھیب کتاب الادب باب الترغیب فی الحیاء جلد ۳ ص ۶ رقم الحدیث ۲۶۳۸]

۴ اسلام اور اجتماعیت:

اسلام وہ مذہب ہے کہ جو اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کا داعی ہے۔ فرقہ بندی اور فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اسی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دیتے ہوئے فرمایا: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" اور مضبوطی سے اکٹھے مل کر اللہ کی رسی کو تھامے رکھو اور تفرقہ پیدا نہ کرو [آل عمران ۱۰۳]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ الی النار" اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت جماعت کے ساتھ ہے جو جماعت سے الگ ہوا اسکو جہنم کی آگ کی طرف الگ کیا جائیگا۔ [سنن الترمذی کتاب الفتن باب لزوم الجماعۃ رقم الحدیث ۲۱۶۶]

اسلام کی بہت سی اجتماعی عبادات اجتماعیت کی عکاسی کرتی ہیں مثلاً:

(۱) نماز باجماعت (۲) نماز جمعہ (۳) نماز عیدین (۴) حج کا اجتماع

اجتماعیت میں برکت اور رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔ حضرت وحشی بن حربؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا "انا ناکل ولا نشبع" ہم کھانا تو کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فلعلکم تاکلون متفرقین؟ قالوا نعم، قال فاجتمعوا علی طعامکم واذکروا اسم اللہ علیہ یبارک لکم فیہ" معلوم ہوتا ہے کہ تم الگ الگ ہو کر کھانا کھاتے ہو، انھوں کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانا مل کر کھایا کرو اور کھانے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھا کرو تمھارے رزق میں برکت ڈال دی جائیگی [سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الاجتماع علی الطعام رقم الحدیث ۳۲۸۶، سنن ابی داؤد کتاب الاطعمہ باب الاجتماع علی الطعام رقم الحدیث ۳۷۶۴]

اسلام اور احسان:

اسلام نے احسان (یعنی خیر خواہی) کی تلقین کرتے ہوئے انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں احسان کو اپنانے کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" احسان (بھلائی، خیر خواہی) کیا کرو کیونکہ احسان کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ [البقرہ آیت ۱۹۵]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ" بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز (معاملہ) میں احسان کو فرض قرار دیا ہے۔ [مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح والفضل رقم الحدیث ۱۹۵۵]

احسان کی کئی اقسام ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) عبادت میں احسان یہ ہے کہ انسان اس انداز میں عبادت کرے کہ وہ (تصور کی آنکھ سے) اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ تصور نہ ہو تو یہ ذہن نشین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ [الحدیث]

(۲) والدین کے ساتھ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بے ادبی اور نافرمانی سے بچتے ہوئے ان کی خدمت گزاری کی جائے اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی دیا "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا"

(۳) اولاد کے ساتھ احسان یہ ہے کہ اولاد کی دین اسلام کے مطابق اچھی تربیت کی جائے خاص طور پر بچیوں کی تربیت پر توجہ دی جائے اور ان کی دنیاوی ضروریات کو بھی حتی الوسع پورا کیا جائے۔

(۴) زوجین میں باہم احسان یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کیا جائے۔

(۵) عوام الناس کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان میں امر بالمعروف اور نہی

المنکر کی دعوت کو عام کیا جائے۔

(۶) جانوروں کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان سے ان کی طاقت سے بڑھ کر کام نہ لیا جائے اور جب ان کو ذبح وغیرہ کیا جائے تو کوشش کرے کہ انہیں تکلیف کم سے کم ہو۔

(۷) ہمسایوں کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ان سے حسنِ سلوک سے پیش آیا جائے۔

خیر کا حکم اور شر سے روکنا:۔

اسلام نے تمام ان اُمور اور اشیاء کو جائز اور باعث اجر قرار دیا ہے جن سے معاشرے میں امن اور انسانیت کے لیے حقیقی طور پر فائدہ مند ہو اور ہر اس چیز سے منع کیا ہے جو اس معاشرے کے امن کو تباہ کرتی ہو یا انسان کے لیے حقیقی طور پر فائدہ مند نہ ہوں۔ انسان جب بھی بنظر عمیق ان کاموں پر غور وخوض کرے گا کہ جن کو کرنے یا ان کو چھوڑنے کا شریعت نے حکم دیا ہے تو دونوں صورتوں میں یہی حکمت نظر آئے گی۔

"وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ" آیت مبارکہ کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے حجت قائم ہوجانے اور دلائل کے آجانے کے بعد صرف اور صرف ظلم اور حسد کی بناء پر حق سے اعراض اور اختلاف کیا۔

یہ بات نہ تھی کہ وہ دلائل سے بے خبر تھے یا ان پر حجت پوری نہ ہوئی تھی یا وہ رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے بلکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝" جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے (محمد ﷺ) کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں اور بلاشبہ اہل کتاب کی ایک جماعت حق کو جاننے کے باوجود اسے چھپالیتی ہے (حسد اور ظلم کی بناپر) یہ آپ ﷺ کے ربّ کی طرف سے بالکل حق ہے پس آپ ﷺ کو کبھی شک کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہیے۔ [البقرہ ۱۴۶،۱۴۳]

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کو دین اسلام اور آپ ﷺ کے ساتھ اس بناپر اختلاف نہیں تھا کہ انہیں اس کی سمجھ نہیں آرہی تھی بلکہ اختلاف کی بنیادی وجہ یہ تھی انہوں نے ضد اور حسد کی بناپر حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنے انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کو بھلا کر فرقوں میں منقسم ہوگئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارَى مِثْلُ ذَلِكَ وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً" یہودی 71 یا 72 فرقوں میں منقسم ہوئے اور عیسائی بھی اسی طرح (فرقوں میں منقسم ہوئے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" سوائے ایک کے سب جہنم میں ہوں گے صحابہ کرامؓ نے عرض کی وہ کون سی جماعت ہے (جو جہنم سے بچ کر جنت میں جائے گی) آپ ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔ [سنن الترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی افتراق هذه الامة رقم الحديث ۲۶۴۱،۲۶۴۲]

"وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ"

اہل کتاب نے دلائل آجانے اور حجت قائم ہوجانے کے باوجود محض ضد، تعصب اور ظلم وحسد کی بناپر حق سے اعراض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیات کا انکار کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سمیت کسی نے بھی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے حق سے منہ موڑا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا وہ اچھی طرح سن لے کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے وہ روز قیامت ہر انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا بالخصوص وہ بدبخت کہ جن نے حق کو پہچان لینے کے باوجود اس کو ترک کردیا اس کے لیے سخت عذاب کی وعید یہاں بیان کی گئی۔

آیت سے اخذ شدہ مسائل:۔

(۱) اسلام ہی وہ دین ہے جس کی تبلیغ ہر نبیؑ اپنے اپنے دور میں کرتا رہا۔

(۲) اسلام کی حتمی شکل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کی۔

(۳) اسلام بقیہ تمام ادیان پر غالب آنے والا ہے۔

(۴) اسلام امن وسلامتی، اخوت، اجتماعیت، شرم وحیاء، عدل وانصاف اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی بجاآوری کی تعلیم دیتا ہے۔

(۵) اہل کتاب نے حق واضح ہوجانے کے بعد صرف اور صرف حسد اور ظلم کی بناپر اختلاف کیا۔

(۶) اہل کتاب اختلاف کی بناپر 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے اور امت محمد ﷺ 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی جن میں سے صرف ایک جماعت جنت میں جائے گی وہ جماعت کہ جس نے کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھاما۔

(۷) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیات کا انکار انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

☆☆......☆☆......☆☆......☆☆

کچھ یادیں کچھ باتیں

رئیس المناظرین حضرت الحافظ عبدالقادر روپڑیؒ

از قلم: ڈاکٹر مسعود ثاقب گوجر، ملتان

7 دسمبر 1999ء کو اتفاق ہسپتال لاہور سے آنے والی خبر روزنامہ نوائے وقت پاکستان میں پڑھی کہ رئیس المناظرین حضرت الحافظ عبدالقادر روپڑیؒ انتقال کر گئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ان کی عمر 80 سال تھی، ملک کے تمام اخبارات میں نماز جنازہ کا منظر دیکھ کر دل مضطرب ہو گیا۔ افسوس کہ راقم اپنے محبوب قائد کا نماز جنازہ نہ پڑھ سکا جس کا ارمان تاحیات رہے گا ویسے تو اس دنیا میں بے شمار عالم دین ہوئے ہیں اور قانون فطرت ہے کہ ''کل من علیھا فان'' ہر ذی روح نے واپس پلٹنا ہے مگر کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا خلا پر ہونا مشکل ہوتا ہے مگر الحمدللہ کہ آج حضرت الحافظ عبدالغفار روپڑی اور حضرت الحافظ عبدالوہاب روپڑی صاحبان جو کہ اسی پودے کی آبیاری میں مصروف ہیں جو حضرت الحافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے لگایا تھا اسی طرح ہی رئیس المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اپنی زندگی کے 60 سال تبلیغ دین میں صرف کر کے دین کی تکمیل کرتے رہے جامع القدس دالگراں لاہور کی خطابت کے ساتھ ساتھ ملک کے طول وعرض میں کتاب وسنت کا پیغام پہنچایا اس قدر مصروفیت کے باوجود ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث کی اشاعت باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھی راقم نے خود دیکھا کہ دفتر میں حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور محدث روپڑیؒ کے شاگرد رشید مولانا مفتی محمد صدیق آف سرگودھا معاونت فرماتے، مرحوم کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ والد محترم پنجابی ادب کے شاعر خطیب مولانا شہاب الدین ثاقب زیرویؒ سے قرابت کی وجہ سے راقم سے بہت پیار تھا اکثر جلسوں میں مجھے ساتھ رکھتے اور بہت زیادہ شفقت دیتے ملتان میں کسی نے بھی بلایا تو قیام ہمارے ہاں کمیٹی والی مسجد منظور آباد چونگی 14 میں ہوتا تھا کیونکہ مسجد کی خطابت اور امامت والد مرحوم کی تھی ساتھ لیکر جاتے ایسے محبت کرنے والے انسان شاذونادر ہی پیدا ہوتے ہیں والد مرحوم کی وفات کے بعد پہلی مرتبہ حاضر خدمت ہوا تو فرط جذبات سے گلے لگا لیا اور رونے لگ گئے فرمانے لگے میں اتنے عرصے سے علیل ہوں جانے کا وقت تو میرا تھا وہ کیسے چلے گئے اور پھر کافی دیر تک والد مرحوم کی باتیں سناتے رہے انہوں نے تنظیم اہلحدیث میں والد مرحوم کے بارے میں کافی کچھ لکھا تھا۔ کیونکہ والد مرحوم اور باباجی مولانا علی محمد صمصامؒ کی ساری زندگی روپڑی خاندان حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ کے ساتھ گزری تھی رئیس المناظرین عبدالقادر روپڑیؒ کے مناظروں میں خصوصی طور پر جاتے اسی لیے والد محترم اپنی ''کتاب سلف دی'' یاد میں لکھتے ہیں۔

جدوں لگدا اے پتہ بھئی روپڑی آ گیا
دیکھ کے مخالف دلوں آن گھبرا گیا
اللہ دا فضل رعب باطل تے چھا گیا
فتح عطاوے اللہ سائیں
میں ویکھے مناظرے کئی اونا دے نال آ
علمی گرفت حافظ صاحب دی کمال آ
نکل نہیں سکدا بھاویں چلے کوئی چال آ
اے فضل خدا دا شک نائیں

حضرت الحافظؒ کی وفات پر ہر دل حزیں تڑپا اور ہر آنکھ اشکبار ہوئی اس قحط الرجال کے دور میں رئیس المناظرین کا وجود اہلحدیثوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہ تھا عالم اسلام اہلحدیث کی عظیم پہچان تھے جب بھی کسی طرف سے مسلک کتاب وسنت پر کوئی حملہ ہوتا تو مرحوم قلم اور زبان کا ہتھیار لیکر میدان میں ڈٹ جاتے ان کی خطابت کا انداز مناظرانہ اور عالمانہ نہ ہوتا جب قرآن پاک پڑھتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ جیسے قرآن پاک نازل ہو رہا ہے اور بادلائل خطاب فرماتے آپ علم وادب کے بلند عہدے پر فائز تھے جہاں مرحوم نے جماعت اہلحدیث کی خدمت انجام دی وہاں انہوں نے تحریک آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں پاکستان بننے سے پہلے پاکستان مسلم لیگ سے وابستہ تھے

پاکستان میں قائد جمہوریت نواب زادہ نصراللہ خان کی سیاست سے متاثر ہوکر پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہوئے اور مرکزی نائب صدر کے عہدے پر رہے مرحوم کی دینی علمی ملی قومی جماعت اہلحدیث کے لیے گراں قدر خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی ان کے دنیا سے چلے جانے سے ملک محب وطن سیاستدان اور جید عالم دین سے محروم ہوگیا ہے راقم نے یادتازہ کرنے کے لیے چند گزارشات لکھی ہیں۔یادیں تو بہت ہیں مگر طوالت کے باعث نہیں لکھیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے مشن کی تکمیل میں مصروف روپڑی برادران حضرت حافظ عبدالغفارروپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی کو مزید توفیق عطافرمائے تاکہ علم دین کی آبیاری کرتے رہیں علاوہ ازیں شہادت طور جو کہ منیجر "تنظیم اہلحدیث ہفت روزہ" ہیں وہ بھی مسلک کی آبیاری روپڑی برادران کے شانہ بشانہ کام کررہے ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ مزید ہمت اور توفیق سے نوازے۔(آمین)

والدمرحوم نے اپنے دور میں لکھا تھا:

وچ لاہور مسجد قدس سہاوندی
جدوں ویکھئے جاکے یاد سجناں دی آوندی
دیکھ احوال طبع بہت گھبراندی
میں کراں دعائیں اوناں تائیں
قیمتی زندگی سی حافظ صاحب دی پیاریا
اہہ نعمت اک بخشی ساتوں رب جبار آیا
منگو دعائیں اللہ دیوے نہ ہاریا
اور رحمت تے بخشش والد سائیں
جنت وچ اللہ اپنا ساتھ نصیب ہو
راضی خوشی ساتھی پاک رب داحبیب ہو
فضل خدا وارحمت رب دی قریب ہو
ہتھ اٹھا منگو دعائیں

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت حافظؒ صاحب کی دینی اور علمی کاوشوں کو شرف قبولیت بخش کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اوران کی قبرکو باغ بہشت بنائے۔(آمین)

بقیہ :اداریہ

کہ اسلام میں جو حیثیت قربانی کو حاصل ہے کسی چیز کو نہیں۔ زندگی میں مال خرچ کرنا اور موت شہادت کی صورت میں اختیار کرنا یہ تو اعزاز جنت ہیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے:ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنة (التوبۃ:111) اللہ تعالیٰ نے یقیناً مومنوں سے ان کے نفسوں اور مالوں کا سودا کرکے ان کے لیے جنت تیار کردی ہے۔گویا ماہ محرم تو ہمیں یاددلاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں ہمہ وقت سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہنا چاہیے۔اگر کبھی جان کی بازی لگانا پڑجائے تو اسے اعزاز سمجھ کر اللہ کے راستے میں خون کی ندیاں بہادینی چاہییں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر بار چھوڑا، قربانیاں دیں پتھر کھائے، اپنے صحابہ کو نیزوں اور تلواروں کے سائے میں خون میں نہاتے دیکھا اور خواہش یہ بھی فرمایا:والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں قتل ہوجاؤں۔ پھرزندہ کیاجاؤں پھرجام شہادت نوش کروں۔پھرزندگی بخشی جائے پھرراہ باری تعالیٰ میں جان کوقربان کردوں۔ پھرزندہ کیاجاؤں پھراپنے رب کے حضور جان کانذرانہ پیش کردوں۔یہی وہ جذبات تھے کہ جنھیں صحابہ کرامؓ نے رسول کریم ﷺ کی زبان اقدس سے سناتھا انہی اسباب کی بنیاد پر ماہ محرم کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ قراردیا گیا کہ جو رسول مکرم ﷺ کے مکہ شہر کو اللہ کے لیے الوداع کہنے اور واقعہ ہجرت کی یادتازہ کرتا ہے بالاتفاق سب نے اسی مہینہ کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ تسلیم کیا ہے۔اس لیے کہ اس کی یاد میں ایسے جذبات شامل تھے جو خالصتاً اللہ کے دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہرقربانی دینے کادرس دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات کے مطابق عقیدہ عطافرمائے اور اسی کے مطابق عمل پیراہونے کی توفیق بخشے امین یارب العالمین۔

قاری امیر حمزہ طورکو صدمہ

نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب ابوالاحتشام قاری امیر حمزہ طور کے سسر محمد زکریا طور، جھوک دادو طور، تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد۔7 جنوری بروز جمعرات وفات پاگئے "اناللہ واناالیہ راجعون" ان کی نماز جنازہ قاری عمرفاروق طور آف گوجرانوالہ نے پڑھائی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت فرماکر مرحوم کے لیے دعا مغفرت کی ،قارئین تنظیم بھی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزرفرماکر جنت الفردوس میں جگہ دے۔(آمین)

[شہادت طورلاہور]

رشوت معاشرے کا خطرناک کینسر

(قسط نمبر: 1)

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد فاروق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت اور ڈھیل کا قانون کیوں ہے؟

"وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا" [سورۃ فاطر پارہ ۲۲]

اور وہ انسان جو کچھ اعمال سے کمائی کرتا ہے اگر اللہ اس پر (فورا) مواخذہ کرتا تو یقین کرو، زمین کی سطح پر ایک جاندار بھی باقی نہ رہتا لیکن (یہ اس کی رحمت ہے کہ) اس نے ایک مقررہ وقت تک فرصت دے رکھی ہے، البتہ جب وہ مقررہ وقت آجائے گا تو پھر یاد رہے کہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اس کی آنکھیں ہر وقت اور ہر حال میں سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔

قدرتی طور پر یہ ڈھیل اچھائی اور برائی دونوں کے لیے ہے۔ اچھائی کے لیے اس لیے تاکہ زیادہ نشوونما پائے، برائی کے لیے اس لیے، تاکہ متنبہ اور خبردار ہو کر اصلاح وتلافی کا سامان کرے۔

"كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا" [سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵]

ان لوگوں کو بھی اور اُن لوگوں کو بھی (یعنی اچھوں کو بھی اور بُروں کو بھی) سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش میں حصہ مل رہا ہے اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی پر پابند نہیں۔

مگر قوانین فطرت کی ان مہلت بخشیوں سے فائدہ اٹھا کر نقصان وفساد کی اصلاح کر لی جائے، مثلاً تم نے بدپرہیزی کی تھی، اسے ترک کر دو تو پھر اسی فطرت کا یہ بھی قانون ہے کہ اصلاح وتلافی کی ہر کوشش قبول کر لیتی ہے اور نقصان وفساد کے جو نتائج نشوونما پانے لگے تھے، ان کی مزید نشوونما فورا رک جاتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اگر اصلاح بروقت اور ٹھیک ٹھیک کی گئی ہے تو پچھلے مضر اثرات بھی محو ہو جائیں گے، گویا کوئی خرابی پیش نہیں آئی تھی۔ لیکن اگر فطرت کی تمام مہلت بخشیاں رائیگاں گئیں اس کا بار بار اور درجہ بدرجہ اندازہ بھی کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکا تو پھر بلاشبہ وہ آخری حد نمودار ہو جاتی ہے جہاں پہنچ کر فطرت کا آخری فیصلہ صادر ہو جاتا ہے اور پھر جب اس کا فیصلہ صادر ہو جائے تو نہ اس میں چشم زدن کی تاخیر ہو سکتی ہے نہ کسی حال میں بھی تزلزل اور تبدیلی۔

"فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" [سورۃ نحل پارہ ١٤]

پھر جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو اس سے نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (یعنی نہ تو اس کے نفاذ میں تاخیر ہو سکتی ہے نہ تقدیم، ٹھیک ٹھیک اپنے وقت میں اسے ہو جانا ہے)

رشوت کی تعریف:

وہ چیز جو انسان کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دیتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو یا اس کے من پسند منصب پر فائز کرے۔ خواہ وہ چیز مال ہو یا اس شخص سے حاصل ہونے والی کوئی منفعت ہو یا اس کی طرف سے کسی قسم کی ادائیگی ہو، رشوت کہلاتی ہے۔ حاکم سے مراد یہاں قاضی ہے غیر حاکم سے مراد وہ شخص جس سے رشوت دینے والے کی غرض اور مفاد پورا ہونے کی توقع ہو۔ خواہ وہ حکومت کا والی ہو، کسی محکمہ کا ملازم ہو یا کوئی مخصوص کام اس کے سپرد ہو۔ تاجروں یا کمپنیوں کا ایجنٹ ہو یا زمینداروں کا گماشتہ ہو، رشوت دینے والے کو راشی اور لینے والے کو مرتشی کہتے ہیں جبکہ عرف عام میں رشوت لینے والے کو راشی اور دینے والے کو مرتشی کہتے ہیں۔

مہلک مرض:

رشوت انسانی سوسائٹی کا وہ بدترین مہلک مرض ہے جو سماج کی رگوں میں زہریلے خون کی مانند نفوذ اور سرایت کر کے پورے نظام انسانیت کو کھوکھلا اور تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔ رشوت ظالم کو پناہ اور مظلوم کو جبر اظلم برداشت کرنے پر مجبور کرتی ہے رشوت ہی کے ذریعے گواہ وکیل اور حاکم سب حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کرتے ہیں۔

قومی امانت میں خیانت:

رشوت قومی امانت میں سب سے بڑی خیانت ہے جج ہو یا

گورنر، وزیر ہو یا سیکرٹری، دفتری نظام ہو یا عدالتی سب قوم وملت کی امانت ہیں۔ جب تک یہ سب قانون، اخلاق اور حق وانصاف کے بے لاگ اور بے غرض محافظ رہیں گے۔ انسانیت، عدل وانصاف اور رحمت وراحت سے مالا مال رہے گی اور لوگ سکھ اور چین کی زندگی گزاریں گے۔ لیکن اگر رشوت کے نشے سے انسانیت کے یہ محافظ بدمست ہو جائیں تو عدل وانصاف اور حق وامانت کے سارے تاروپود بکھر جائیں گے۔

کینسر سے بھی خطرناک:

رشوت کینسر سے بھی زیادہ خطرناک مرض ہے جس کی جڑیں سماج میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں کبھی یہ نقد روپیہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے کبھی شفارش، ہدیہ اور تحفہ کی شکل میں، کبھی نفع میں حصہ دار بن کر، کبھی کسی کو منصب وملازمت دے کر، کبھی جنسی لذت حاصل کر کے اور کبھی مرغوب کھانوں اور پرتکلف دعوتوں کے ذریعے پیٹ کی آتما پوری کر کے نمودار ہوتا ہے۔

اسلامی شریعت دنیا میں عدل وانصاف کی علمبرداری ہے اسلام نے روز اوّل ہی سے انسانی معاشرے کی اس مہلک بیماری کی جڑوں اور اس کے اندرونی اسباب اور چور دروازوں کی کھوج لگا کر اس پر زبردست پابندی عائد کی اور اس کی روک تھام اور سدباب کے لیے بہت سی مفید تدابیر اختیار کیں جس سے دنیا کو اس مہلک مرض سے نجات پانے کی راہ ملی۔ شریعت مطہرہ لوگوں کے اموال کی حفاظت شدت سے چاہتی ہے اور رشوت ستانی جیسے حرام اور باطل طریقے سے کسی کا مال کھانے سے سختی سے منع فرماتی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ'' اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ [البقرہ آیت ۱۸۸]

یہودیوں میں رشوت:

یہودیوں میں اہل کتاب اور انبیاء کی اولاد ہونے کے باوجود ان کے اندر رشوت عام ہو چکی تھی ان کے معاملات بگڑ چکے تھے عفت وپاکدامنی کی بجائے ہر سو حرص، ہوس اور لالچ کا دور دورہ تھا یہود اور سرداران یہود رشوت کے رسیا تھے۔ بنی اسرائیل کے حکام کا حال یہ تھا کہ فریقین میں سے جب کوئی ان کے پاس آتا تو رشوت کو اپنی آستین میں رکھ لیتا اور حاکم کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتا۔ پھر اپنی ضرورت کا اظہار کرتا، حاکم فریفتہ ہو کر اس کی طرف مائل ہوتا کہ اس کی باتیں سنتا اور اس کے فریق کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔ اس طرح یہ حکام رشوت کھاتے تھے اور جھوٹی باتیں سنتے۔

[تفسیر کشاف]

اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ'' اے پیغمبر ﷺ یہ لوگ جھوٹی باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور (رشوت کا) حرام مال بہت زیادہ کھانے والے ہیں۔ [المائدہ ٤١]

قرآن حکیم کے ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے: ''وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝'' اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام مال کے کھانے کی طرف جھپٹتے ہیں بہت برے کام ہیں جو یہ کر رہے ہیں بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں روکتے یقیناً یہ لوگ بہت ہی برا کرتے ہیں۔ [المائدہ ٦٣،٦٢]

لفظ سُحت کے معانی:

مندرجہ بالا آیات میں لفظ سُحت کا ذکر آیا ہے سحت سے مراد وہ حرام مال ہے جس کا حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ برکت کو ختم کر دیتا ہے بہت زیادہ کھانے پینے کو بھی سحت کہا جاتا ہے اور مسحوت وہ شخص جس کا معدہ انواع واقسام کے کھانوں کا حریص ہو جو کبھی آسودہ نہ ہوتا ہو۔ [تاج العروس]

سحت کی اصل کلب الجوع ہے یعنی کتے کی سی بھوک کہا جاتا ہے: ''فُلَانٌ مَسْحُوْتُ الْمَعِدَةِ اِذَا كَانَ اَكُوْلًا لَا يُلْفٰى اَبَدًا اِلَّا جَائِعًا'' فلاں بھوکا پیٹ ہے اتنا زیادہ کھاتا ہے کہ اس کے باوجود اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

رشوت سے تشبیہ:

رشوت کو سحت اس کے ساتھ تشبیہ کی غرض سے کہا جاتا ہے گویا رشوت خور رشوت لے کر اتنا حریص ہوتا ہے کہ اس کی رشوت کی بھوک نہیں مٹتی، جیسے بہت زیادہ لالچی اور حریص آدمی کی بھوک نہیں مٹا کرتی۔

[جامع البیان للطبری]

سحت یہ ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ کے نزدیک اثر ورسوخ ہو اور ایک شخص کو بادشاہ سے کوئی کام ہو۔ اب یہ شخص اس دوسرے شخص کے ذریعے جب تک بادشاہ کے دربار میں کوئی تحفہ نہ دے اس کا کام پورا نہیں ہوتا۔ [کنز العمال]

(جاری ہے)

غیرت

تحریر: میاں محمد سلیم شاہد

میں نے ہمیشہ دماغ کی نہیں دل کی بات مانی ہے دل کی بات ماننے والے لوگ اور قسم کے ہوتے ہیں اور دماغ کی بات ماننے والے لوگ اور قسم کے ہوتے ہیں جب انسان اپنے دل کی بات مانتا ہے تو 100% نہیں لیکن کافی حد تک اپنی ذمہ داریوں سے انصاف کر پاتا ہے۔ایک اخبار کی خبر کے مطابق پچھلے ماہ جب وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی جرمن کے دورے پر گئے تو جرمن کی وزیر اعظم نے پاکستانی وزیراعظم کا ہاتھ پکڑ کر خصوصی طور پر ایک ہال نما کمرہ دکھایا اور پاکستانی وزیراعظم کو بتایا کہ میں اس ہال میں ہر بدھ والے دن کابینہ کی میٹنگ کرتی ہوں اور انہوں نے اپنی کرسی پر بیٹھ کے وزیراعظم پاکستان کو بتایا کہ میری کرسی کے سامنے جو شیشہ لگا ہوا ہے اس سے مجھے پارلیمنٹ کی بلڈنگ نمایاں طور پر نظر آرہی ہوتی ہے۔دراصل ان کا کہنا یہ ہے کہ میں جب کابینہ کی صدارت کر رہی ہوتی ہوں تو میں پارلیمنٹ کی بلڈنگ کو دیکھتی اور سوچتی رہتی ہوں کہ یہ وہ بلڈنگ ہے جس نے مجھے تمام تر اختیارات دے کر وزیراعظم کے لیے چنا ہے اب مجھے ہر کام سوچ سمجھ کر اور انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے کرنا ہے جرمن کی وزیر اعظم نے پاکستانی وزیر اعظم کو کتنی سادگی اور بھر پور اشاروں کے ساتھ وہ بات سمجھا دی جس بات کی سمجھ ہمارے حکمرانوں کو 62 سال میں نہیں آسکی۔ جرمن کی وزیر اعظم کا کہنا تھا کہ میں کسی بھی صورت اس پالیمنٹ کی عمارت کے سامنے شرمندہ ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں۔اب پاکستان میں NRO کے مسئلے پر سپریم کورٹ کا فیصلہ ہمارے سامنے آچکا ہے قوم لٹیروں کو پہلے سے بھی اچھی طرح جان چکی ہے اور اب تو اللہ بھلا کرے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس چوہدری افتخار احمد کا جنہوں نے قوم کے سامنے ہر چیز کو عیاں کر دیا ہے اور قوم کو ان کے لیڈروں کے بارے میں ہر چیز روز روشن کی طرح عیاں کر دی ہے۔صدر پاکستان ،بہت سے وزراء،بہت سے بیوروکریٹس اور بہت سے سیاسی لیڈر قوم کے خزانے خالی کر چکے ہیں۔اب دیکھتے ہیں کہ قوم کے خزانوں کو لوٹنے والے قومی دولت کو اور قوم چاہے اس کا تعلق کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے ہو وہ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری اور ان کے رفقاء کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ! یہ لوگ کام کرنا چاہتے ہیں ان سے پاکستان کے لیے ایسا کام لے لے کہ جس سے ہمارے وطن میں چوروں اور ڈاکوؤں کا راج ختم ہو جائے ۔ تیرے دین کا نفاذ ہو جائے ،چور،ڈاکو اور لٹیرے اللہ تعالیٰ کے مجرم ،قوم کے مجرم ان سے ملک کا صفایا ہو جائے۔قوم کا ہر فرد اس وقت نہ زرداری کو چاہتا ہے نہ نواز شریف کو چاہتا ہے،قوم کے ہر فرد کی یہ خواہش ہے کہ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری جیسے بھی ہو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور ان لٹیروں کو جنہوں نے اپنے ملک کے ساتھ غداری کی،قوم کے ساتھ بے وفائی کی، کروڑوں اربوں کے قرضے معاف کروائے ،قومی دولت کو لوٹ کر لے گئے۔ان کا ایسا احتساب ہونا چاہیے کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی چیف جسٹس کی کاوشوں اور فیصلوں کو یاد رکھیں۔ پاکستان میں کئی سالوں سے جو دہشت گردی کی لہر دوڑی ہوئی ہے اس کی وجہ امریکی حکمران اور پھر ان کے پاؤں میں بیٹھنے والے پاکستانی حکمران ہیں۔ اپنے وطن کے حکمران اگر غیرت مند ہوں تو ملک میں اندرونی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امریکی فیصلے اور امریکی آرڈر پر حکمران دن رات کام کر رہے ہیں اور امریکہ کی اس وقت پاکستان میں مکمل طور پر اجارہ داری ہے۔پاکستانی قوم کا بچہ بچہ اس دہشت گردی کی مذمت کر رہا ہے اور پھر وطن عزیز کا بچہ بچہ فوجی آپریشن کے بھی خلاف ہے۔حکومت کو نیک نیتی سے اپنے ملک کو چلانا چاہیے کسی غیر ملکی قوت کی ہرگز مداخلت برداشت نہیں کرنی چاہیے اور اگر اپنے وطن میں مذاکرات کے ذریعے تمام مسائل کا حل ڈھونڈ لیں تو یقینا پاکستان کے لوگ امن اور چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں لیکن صورتحال اس وقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ امریکہ نے بلیک واٹر کے نام پر دہشت پھیلا رکھی ہے لیکن افسوس کہ پاکستانی حکمران امریکہ کی اس غنڈہ گردی کے باوجود اس کے آگے سجدہ ریزیاں کر رہے ہیں۔کاش! پاکستانی حکمران اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور صرف اللہ کے در کے ہی سوالی بن جائیں تو پاکستان امن کا گہوارہ اور ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے۔

☆☆......☆☆......☆☆......☆☆

چار سُو ہیں پریشانیاں، آخر وجہ کیا ہے؟

عبدالماجد متعلم جامعہ اہلحدیث لاہور

اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور ان قوموں کے حالات اور واقعات کی طرف نظر دوڑائیں جو قومیں اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا شکار ہوئیں اور صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں تو ایک سوال یہ بھی سامنے آتا ہے کہ آخر ان قوموں پر عذاب کیوں مسلط کیے گئے؟ آخر کیا وجہ تھی جس کی وجہ سے قوم نوح پر پانی کا عذاب مسلط کر کے اس قوم کو غرق کر دیا؟ آخر کیا وجہ تھی جس سے قوم عاد پر باد صرصر بھیجی گئی اور یہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ آخر کیا وجہ تھی؟ قوم لوط کو آسمان کی بلندیوں پر لے جا کر زمین پر دے مارا اور پھر نوک دار پتھروں کی بارش کی گئی۔

آخر کیا وجہ تھی؟ جس نے ابلیس کو ملعون، مردود بنا کر رکھ دیا۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا اس ارض پاکستان کو کس چیز نے مصائب وآلام کا شکار بنا دیا کس چیز نے اس کے امن وامان، معیشت کو تباہ کر دیا؟ کس چیز نے ہمارے اوپر ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ ادنیٰ طالبعلم دعویٰ سے کہہ سکتا ہے ہم نے کبھی ان پیدا ہونے والے حالات کی وجوہات کی طرف غور نہیں کیا اگر ہم غور کرتے تو ہم ان مصیبتوں کا شکار نہ ہوتے کیونکہ ان حالات کے پیدا ہونے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قرآن واضح الفاظ میں بتا رہا ہے: ’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ o‘‘

[سورۃ روم پارہ ۲۱ آیت ۴۱]

خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا اس لیے ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ انہیں چکھا دے بہت ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں ظالم حکمران جب ظلم وفساد شروع کر دیتا ہے برسات روک دی جاتی ہے کھیتیاں اور نسلیں برباد ہو جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم اور فساد کو پسند نہیں کرتے استدلال کرتے ہوئے امام مجاہدؒ فرماتے ہیں آیت کے اندر جو لفظ بحر آیا ہے اس سے مراد دریا نہیں بلکہ اس سے مراد ہر وہ آبادی جو جاری اور بہنے والے پانی کے کنارے پر واقع ہے اس پانی کو بحر کہا گیا ہے ابن زید کہتے ہیں اس آیت کے اندر جو لفظ فساد آیا ہے اس سے مراد گناہ ہیں اور پتا چلتا ہے کہ گناہ فساد اور بربادی کا سبب بنتے ہیں اگر ہم غور کریں تو آخر یہ کس کے گناہوں کی وجہ سے ہم پر لوڈ شیڈنگ، گیس کی کمی، مہنگائی، خودکش دھماکوں اور بیرونی خطرات کا عذاب مسلط ہوا ہے اگر ہم سرکاری محکموں، وزیروں، وزیراعظم اور صدر پاکستان کی طرف اس کی وجہ منسوب کریں تو ہماری یہ سوچ غلط ہوگی اگر ہم تمام سرکاری محکموں کا حساب لگائیں تو ان میں زیادہ سے زیادہ تیس لاکھ افراد تقریباً کام کرتے ہوں گے ان تیس لاکھ کی وجہ سے میرا اللہ 16 کروڑ کو عذاب میں مبتلا نہیں کر سکتا پتہ چلتا ہے اکثریت ہماری گناہوں میں لگی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے ہماری معیشت کمزور ہو گئی ہے بارشوں اور رزق میں برکتوں کا نزول روک دیا گیا ہے۔ مسند احمد میں حدیث ہے حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’ان الرجل یحرم الرزق بالذنب یصیبه‘‘ اپنے گناہوں کی بدولت آدمی کبھی اپنی روزی سے محروم ہو جاتا ہے گناہوں کی وجہ سے علم میں کمی اور انسان کا حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے علی بن حشرم نے امام وکیع سے ان کے قوی حافظے ہونے کی دوا پوچھی تو ان کا جواب یہ تھا کہ گناہوں کو چھوڑ دو حافظے کے لیے اس سے بہتر عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا [تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۱۲۹]

یعنی گناہ کرنے سے انسان کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے ویسے بھی علم نور ہے اور گناہ اندھیرا ہیں نور اور اندھیرا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

اگر ہم سنن ابن ماجہ کی اس حدیث پر غور کریں تو یہی حدیث ہماری آنکھوں سے پردہ غفلت اتارنے کے لیے کافی ہے آپ ﷺ نے اس حدیث میں پانچ گناہ بتائے ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے نازل ہونے والے عذابوں کے بارے میں آگاہ کیا ہے اور یہ آگاہی ۱۴۳۰ سال پہلے پیغمبر معظم نے ہمیں کر دی تھی۔

پہلا گناہ اور اس کا عذاب:

آپ ﷺ نے فرمایا ’’ظهرت الفاحشة فی قوم اعلنوا بها ابتلوا بالطواعین والاوجاع التی لم تکن فی الا سلام فهم الذی مضوا‘‘ جس قوم میں بے حیائی بدکاری عام ہو جائے اللہ تعالیٰ اس قوم کو بھوک، طاعون اور دوسری بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے جو ان کے پہلوں میں نہیں تھیں یعنی پہلے گزر جانے والے لوگ ان کو جانتے بھی نہ تھے

عصر حاضر میں اگر دیکھا جائے بے حیائی اور فحاشی عام ہونے کی وجہ سے لوگ ان کو جانتے بھی نہ تھے عصر حاضر میں اگر دیکھا جائے بے حیائی اور فحاشی عام ہونے کی وجہ سے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور ایسی بیماریاں ہیں مثلاً ایڈز بلڈ پریشر، ہیپاٹائٹس، ہارٹ اٹیک جو ہم پر عذاب کی شکل میں آچکی ہیں اور حدیث واضح کر رہی ہے۔ جس قوم میں فحاشی عام ہو جائے تو اس قوم پر اس طرح کے عذاب آتے ہیں۔

دوسرا گناہ اور اس کا عذاب:

آپ ﷺ نے فرمایا" ولانقص قوم المکیال والمیزان الاابتلوا بالسنین وشدۃ المونۃ وجور السلطان" جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر قحط سالی اور تنگی معاش اور ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے یعنی جو قوم اپنے کاروبار میں دھوکہ بازی سے کام لیتی ہے پھر ان کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے اور کاروبار بند ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے ملک پاکستان ان تینوں عذابوں کا شکار ہو چکا ہے کاروبار ٹھپ، بارشوں کی بندش اور حکمران ایسے ملے ہیں جن کے کردار میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ، صلاح الدین ایوبی کے کردار کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی بلکہ مکمل طور پر اپنی رعایا کی مشکلات سے بے خبر ہیں اگر باخبر ہیں بھی تو پھر ان کو حل کرنے میں کوئی اقدام نہیں اٹھا رہے ان حکمرانوں نے پشاور میں ہونے والے دھماکے کی جو نومبر 2009 میں ہوا اس میں 102 جلتی ہوئی لاشوں کی زخمیوں کے تڑپنے کی، دکانوں کے جلنے کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ امریکہ کی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے ساتھ محفل جام اور مسکراہٹوں کے تبادلے میں مصروف رہے 10 محرم الحرام کو کراچی جل رہا تھا اور یہ حکمرانوں کا ٹولہ اجلاس کے بہانے گوادر کی بندرگاہ پر پکنک پر تھا اور میڈیا پر حرف مذمت کی پٹیاں چلتی رہیں۔

لکھا جاتا ہے یوسف رضا گیلانی کی طرف سے مذمت، زرداری کی طرف سے مذمت، سلمان تاثیر کی طرف سے مذمت، وزیر خارجہ کی طرف سے مذمت اے بیوقوفوں کے ٹولے اگر مذمت سے کام چلتا ہوتا تو محمد بن قاسم ایک عورت کی آواز پر سندھ پر حملہ نہ کرتا اور راجا داہر کی غلامی سے مظلوموں کو آزاد نہ کراتا۔ اگر مذمت سے کام چل سکتا تو خلیفہ ثانی عمر بن خطاب عورت کے گھر میں خود سودا سلف نہ لے کر جاتے کچھ اس رعایا کا خیال کرو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو:

کیونہ ہو اس چمن کی تباہیاں
کہ جس کے باغباں ہوں برق و شرر سے ملے ہوئے

تیسرا گناہ اور اس کا عذاب:

آپ ﷺ نے فرمایا" ومامنع قوم زکوۃ اموالھم الامنعوا المطر من السماء فلولا البھائم لم یمطروا"

جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی ان پر بارش روک دی جاتی ہے اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان کے لیے پانی کبھی نہ برستا آج یہی ہمارا حال ہے اور اسی وجہ سے ہمارے اوپر بارشوں کا نزول روک دیا گیا ہے۔

چوتھا گناہ اور اس کا عذاب:

" ولا خفر قوم العھد الاسلط اللہ علیھم عدوا من غیرھم فاخذوا مافی ایدیھم" جو لوگ عہد توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر باہر کا دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کی مملوکہ چیزوں سے بعض کو چھین لیتا ہے آج ہماری اور ہمارے حکمرانوں کی عہد شکنیوں کی وجہ سے امریکہ، اسرائیل، بھارت، برطانیہ ہمارے ملک پر قابض ہونے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ انڈیا نے ہمارے دریاؤں کا پانی روک رکھا ہے آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہے اور حکمران ہر روز نئے نئے وعدے کرتے ہیں اور توڑتے ہیں پہلے لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کا وعدہ کیا وہ پورا نہیں ہوا اب گیس کی بھی لوڈ شیڈنگ شروع ہو گئی ہے۔

پانچواں گناہ اور اس کا عذاب:

آپ ﷺ نے فرمایا:" ومالم تعمل ائمتھم بما انزل اللہ فی کتابہ الاجعل اللہ باسھم بینھم" [ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات رقم الحدیث ۴۰۱۹]

جب آئمہ قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو آپس میں لڑا مارتا ہے۔ آج ہم اس لیے ایک دوسرے کو مار رہے ہیں کہ ہم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ پیدا ہونے والے حالات ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے۔

اے ہمارے اللہ! واعف عنا، واغفر لنا، وارحمنا (آمین)

مولانا عبداللطیف حلیم کی سفر حج سے واپسی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث کے معاون مدیر مولانا عبداللطیف حلیم حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرکے واپس تشریف لا چکے ہیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔ منیجر شہادت طور، مولانا عبداللطیف، حافظ محسن یوسف نے حج کی سعادت حاصل کرنے پر موصوف کو مبارک باد دیتے ہوئے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے اس سفر کو قبول فرمائے۔ (آمین)

خضاب کے مسائل

قاری محمد حسن سلفی
ٹبہ سلطان پور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے حد خوبصورت بنایا ہے انسان تو وہ ہے جس کی تخلیق کے متعلق خود خالق کائنات نے فرمایا خلقت بیدیّ میں نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا [سورۃ ص] پھر سورۃ التین میں چار مختلف چیزوں کی قسم اٹھا کر فرمایا "ہم نے انسان کو بڑی اچھی بناوٹ میں بنایا ہے" پھر انسان (مرد و عورت) میں نمایاں اور واضح فرق پیدا کیے۔ مرد اور عورت میں جو فرق ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے چہرے پر داڑھی اور مونچھیں اگائی ہیں جب کہ کسی بھی صورت میں یہ بال عورت کے چہرے پہ نہیں آسکتے۔ داڑھی انبیاء کرام کی سنت بھی ہے اور مرد و عورت میں واضح امتیاز بھی قرآن کریم میں حضرت ہارونؑ کی داڑھی کا ذکر ہے: "قَالَ يَبْنَؤُمَّ لا تاخذ بلحيتى ولا براسى [سورۃ طٰہٰ]" انہوں نے (ہارونؑ) کہا اے میرے ماں جائے بھائی (موسیٰ) میری داڑھی اور سر نہ پکڑ۔ اس سے پتہ چلا کہ پہلے انبیاء کرام بھی داڑھی رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية۔ [صحیح مسلم] دس باتیں عین فطرت ہیں مونچھوں کو کتانا اور داڑھی کو بڑھانا یعنی اگر کوئی شخص داڑھی مونڈوائے گا تو وہ فطرت کے خلاف کر رہا ہے مرد کے چہرے پر داڑھی عین فطرت ہے۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں تحریر کرتے ہیں:

"فحصل خمس روايات اعفوا، واوفوا، وارخوا، وارجوا، ووفروا ومعنا كلها تركها على حالها" احادیث میں داڑھی رکھنے کے حکم میں 5 الفاظ "اعفوا، واوفوا، وارخوا، وارجوا، ووفروا" کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اس کے حال میں چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ جب 15 یا 16 سال کا (کم وبیش) ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر سیاہ کالے بال آجاتے ہیں پھر عمر کے ساتھ ساتھ داڑھی اور سر کے بال سفید ہونا شروع ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ بڑھاپے میں تو بالکل سفید ہوجاتے ہیں۔ بالوں کا سفید ہونا ہی بزرگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ ان داڑھی کے سفید بالوں کا رنگ بدلنا خضاب کہلاتا ہے خضاب لگانے کو شریعت مطہرہ نے جائز قرار دیا ہے اس کے مختلف رنگ ہیں مہندی یعنی سرخ، زرد، سیاہی مائل سرخ یہ تو جائز اور مشروع ہیں لیکن کالا خضاب لگانا ممنوع ہے۔

آیئے! ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱) "عن ابی رمثةؓ قال اتيت النبى ﷺ وكان قد لطخ لحيته بالحناء" حضرت ابو رمثہؓ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک کو مہندی لگائی ہوئی تھی۔

[احمد، نسائی، ابوداؤد]

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "فانى رايت رسول الله ﷺ يصبغ بها فانا احب ان اصبغ بها" میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے زرد رنگ کا خضاب لگایا تھا پس میں بھی اسے ہی پسند کرتا ہوں۔ [بخاری و مسلم]

(۳) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین والمؤمنات سیدہ ام سلمہؓ کے پاس آیا "فاخرجت شعراً من شعر النبى ﷺ مخضوباً بالحناء والكتم" انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال نکالا جسے مہندی اور کتم سے خضاب دیا گیا تھا۔ "کتم ایک ایسی بوٹی ہے جو نرم زمین میں اگتی ہے اس کے پتے زیتون کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں مرچ کے دانے کی طرح اس کا پھل ہوتا ہے اس کی گٹھلی کو اگر پیسا جائے تو سیاہ رنگ نکلتا ہے جو کتے کے کاٹے آدمی کے لیے بھی نہایت مفید ہے اگر اسے پانی میں ڈال کر پکا لیا جائے تو سیاہی بنتی ہے جس سے لکھا جاتا ہے۔ [زاد المعاد]

(۴) اسی کتم کے خضاب کے بارے میں حضرت ابوذرؓ سے ایک روایت منقول ہے "قال رسول الله ﷺ ان احسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بہت اچھی چیز جس سے تم اپنی بزرگی بدلو وہ مہندی اور کتم ہے۔

[مسند احمد ، نسائی ، ابو داؤد ، ترمذی]

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ’’مر علی النبی ﷺ رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن هذا قال فمر اخر قد خضب بالحناء والكتم فقال هذا احسن من هذا قال فمر اخر قد خضب بالصفر فقال هذا احسن من هذا كله‘‘ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا اس نے داڑھی کو مہندی لگائی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا یہ کتنا خوبصورت ہے پھر آدمی گزرا اس نے مہندی اور کتم (ملاکر) لگا رکھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے پھر ایک آدمی گزرا اس نے زرد رنگ کا خضاب لگا رکھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے۔ [ابو داؤد ، ابن ماجہ]

مندرجہ بالا پانچ احادیث میں خضاب لگانے کی مشروعیت اور اس کے رنگ کی وضاحت ملتی ہے یعنی مہندی (سرخ ، کتم ، سیاہی مائل سرخ) اور زرد رنگ کا ذکر ہے داڑھی کو بالکل سیاہ کرنا کسی حدیث میں مذکور نہیں خضاب لگانے کی حکمت جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے راوی ہیں ’’ان رسول اللہ ﷺ قال اعفو اللحی وخذو الشوارب غیروا شیبکم ولا تشبهوا باليهود والنصاری‘‘ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم داڑھی کو معاف کر دو اور مونچھیں کٹاؤ اپنی بزرگی (سفید بالوں) کو بدل دو اور یہود و نصاری کی مشابہت نہ کرو۔ [مسند احمد]

دوسری روایت میں فرمایا ’’ان الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم‘‘ بے شک یہود و نصاری خضاب نہیں لگاتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔ [بخاری ، مسند احمد]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے ’’اتی بابی قحافة یوم فتح مكة وراسه ولحيته كالثغامة بياضاً فقال رسول الله ﷺ غيروا هذا بشيء واجتنبوا السواد‘‘ فتح مکہ والے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا ان کا سر اور داڑھی سفید پھولوں والے درخت کی طرح سفید تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بدل دو اور سیاہ رنگ کرنے سے بچنا۔ [مسلم ، نسائی ، ابن ماجہ ، ابو داؤد]

امام نوویؒ شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں ’’ویحرم خضابه بالسواد علی الاصح‘‘ صحیح بات یہی ہے کہ سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ علامہ عبدالرحمن مبارک پوریؒ نے تحفة الاحوذی میں لکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ’’اجتنبو السواد‘‘ سیاہ خضاب کی حرمت پر واضح دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی اور علامہ سفارینیؒ کا بھی یہی موقف ہے [فتح الباری]

حضرت انسؓ سے روایت ہے ’’قال رسول الله ﷺ غیروا الشیب ولا تقربوه السواد‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سفیدی بدلو اور سیاہ کے قریب بھی نہ جاؤ۔ [مسند احمد]

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ’’کنا یوما عند النبی ﷺ فدخلت علیه الیهود فراهم بیض اللحی فقال مالكم لا تغيرون فقيل انهم يكرهون فقال النبی ﷺ ولكنكم غيروا واياى السواد‘‘ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ کے پاس یہودی آ گئے ان کی داڑھیاں سفید تھیں فرمایا تم ان کو رنگتے کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا ہم اسے (رنگنے کو) ناپسند کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے مسلمانو تم رنگ لیا کرو لیکن سیاہ کرنے سے بچنا۔

[رواہ مجمع الزوائد]

بلکہ سیاہ خضاب لگانے پر رسول اللہ ﷺ نے سخت وعیدیں بیان فرمائیں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ’’قال رسول الله ﷺ یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو کہ کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے۔

[مسند احمد، نسائی ، ابو داؤد، سنن بیھقی]

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ’’ان النبی ﷺ قال یکون فی آخر الزمان قوم یسودون اشعارهم لا ینظر الله الیهم‘‘ بے شک نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں لوگ اپنے بالوں کو کالا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔

[مجمع الزوائد، طبرانی]

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے ’’قال رسول الله ﷺ من خضب بالسواد سود الله وجهه یوم القیامة‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کالا خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کا چہرہ کالا کر دے گا۔ [مجمع الزوائد]

مندرجہ بالا احادیث میں سیاہ خضاب لگانے پر سخت وعید اور بڑی مذمت بیان کی گئی ہے اس لیے بالوں کو سیاہ خضاب لگا کر عمر کا دھوکہ دینا شادی یا کاروباری معاملات میں سیاہ بال کر کے دھوکہ دینا یا فراڈ کرنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے مگر ہمارے معاشرے میں گناہ عام ہو چکا ہے حماموں میں حجام حضرات مختلف کریمیں لگا کر بالوں کو کالا کرتے ہیں بے علم اور جاہل لوگوں کے ساتھ ساتھ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی جان بوجھ کر اس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم اپنی بیویوں کے لیے کرتے ہیں کچھ کہتے ہیں ہم مجاہد ہیں ہمارے لیے جائز ہے آیئے اس ضعیف حدیث کا جائزہ لیتے ہیں جس کا سہارا بنایا جاتا ہے: ''قال رسول اللّٰہ ﷺ ان أحسن ما اختضبتم به لهذا السواد ارغب لنساء كم فيكم واهيب لكم في صدور عدو كم'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک تمہارے خضابوں میں بہت اچھا یہ کالا ہے اس سے تمہاری بیویوں کو تم میں رغبت ہوگی اور تمہارے دشمنوں کے سینوں میں تمہارا رعب ہوگا۔

[ابن ماجه كتاب اللباس]

یہ روایت سخت ضعیف ہے امام ذہبیؒ نے میزان میں حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں اس روایت کے راویوں کو ضعیف کہا ہے جبکہ سیاہ خضاب کی ممانعت و مذمت والی احادیث قویہ اور صحیحہ ہیں صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف حدیث کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔ لہٰذا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں مہندی سرخ، سیاہی مائل سرخ اور زرد رنگ کا خضاب لگانا چاہیے اور سیاہ سے ہر صورت اجتناب کرنا چاہیے۔ هذا ما عندی والله اعلم بالصواب۔

بقیہ: فتوی

لہٰذا بہر صورت دوسری رجعی طلاق بھی مؤثر ہو چکی اور نکاح ٹوٹ چکا ہے، اب جدید نکاح کی اجازت ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے: واذا طلّقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف [سورة البقرة آيت ۲۳۲] کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے بیٹھو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔ یہ آیت حضرت معقلؓ کے خلاف نازل ہوئی جب انہوں نے اپنی بہن کو اپنے سابقہ خاوند ابوالبداح سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا۔ [كتاب التفسير ص ٦٤٩ ج ٢]

خلاصہ یہ کہ دو رجعی طلاقیں ہو چکی ہیں اور دوسری رجعی طلاق بھی مؤثر ہو چکی ہے، لہٰذا اب رجوع نہیں ہو سکتا ہاں نکاح جدید، نئے حق مہر، نئے گواہ با جازت ولی جائز ہے۔ لہٰذا نکاح کر لیا جائے۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب في يوم الحساب۔

حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی کے لیے دعائے صحت

مطب سبحان اللہ (دواخانہ) کوٹ رادھا کشن کے انچارج اور جماعت کے معروف قلم کار حکیم مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی گزشتہ دنوں اپنے دواخانہ میں گر کر زخمی ہو گئے ان کے دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی، ڈاکٹروں نے کامیاب اپریشن کے بعد ہڈی جوڑ دی ہے اب حکیم صاحب گھر میں صاحب فراش ہیں قارئین تنظیم اور جماعتی احباب مولانا کی جلد صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔ [دعا گو: حافظ عبداللطیف]

ضروری اطلاع برائے جماعتی احباب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

میں مسمی قاری عزیز الرحمٰن عزیز بن شیخ القرآن مولانا محمد حسینؒ شیخوپوری، شہر شیخوپورہ میں حضرت شیخ القرآن کی آخری مسجد اور ان کی نشانی جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث اور جامعہ شیخ القرآن میں خدمت دین انجام دے رہا ہوں (وفقنی اللہ تعالیٰ) ہمارے ادارے کا کسی قسم کا کوئی سفیر نہ ہے اور نہ ہی فنڈ وغیرہ کے حوالے سے کوئی نمائندہ مقرر کیا گیا ہے اطلاع کے مطابق ہمارے اس ادارہ کا نام اور بالخصوص میرا نام استعمال کر کے کچھ لوگ ناجائز طور پر فنڈ حاصل کر رہے ہیں جن کا ہم سے یا ہمارے ادارہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو کسی قسم کا فنڈ نہ دیا جائے اور اگر ہمارے مرکز سے متعلقہ کوئی کاغذ یا رسید بک ملے یا ایسے لوگ کہیں ہمارا نام استعمال کرتے نظر آئیں تو ہمیں اطلاع ضرور کیجیے۔ البتہ جو مخیّر حضرات ہمارے مرکز ادارہ جامعہ شیخ القرآن یا زیر تعمیر مسجد اقصیٰ اہلحدیث سے تعاون کرنا چاہیں تو درج ذیل نمبروں پر یا پتہ پر خود رابطہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں مسجد کی دوسری منزل نامکمل ہے جس کی لاگت تقریباً 35 لاکھ روپے ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔ اور غلط پیشہ لوگوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

[منجانب: قاری عزیز الرحمٰن عزیز بن حضرت شیخ القرآن، مرکزی جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث نزد ریلوے پھاٹک جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ 0300-4378820 0300-4982062]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون چیف ایڈیٹر: (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ: 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

ISLAMIC EDUCATION UNIVERSITY
MAMUKANJAN

جامعہ تعلیم الاسلام

Distt. Faisalabad, (Pakistan) Ph.: 04610 - 821 ماموں کانجن، فیصل آباد، پاکستان

Date: ____________ التاریخ ____________

Encl.: ____________ المرفقات ____________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہم اعلان

وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ الا فھو یخلفہ (القرآن)

اللّٰھم اعط منفقا خلفا (الحدیث)

جماعت مجاہدین سلسلہ مبارکہ حضرت سید احمد شہید بالاکوٹ رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کی اولین عدیم المثال، ام الجامعات، مرکزی دانش گاہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں کلیۃ القضاء والاقتصاد الاسلامی وسیاسۃ الشرعیہ نیز بتامٰی کرام کے لئے خصوصی شعبہ جات کے قیام کے پیش نظر آٹھ ایکڑ زمین ایک کروڑ چار لاکھ روپے کا سودا کیا گیا ہے۔ رقم دو قسطوں میں ادا ہونا تھی۔ حضرت قاری شکیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن جدہ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے پوری کی پوری رقم یک مشت ادا کرنا پڑ رہی ہے اس ناگہانی اور ایمرجنسی ضرورت کی وجہ سے مخیر حضرات سے درخواست ہے کہ فوری طور پر بڑھ چڑھ کر اپنے عطیات جامعہ کے اکاؤنٹ 0-207 نیشنل بنک پاکستان ماموں کانجن میں جمع کرائیں براہ راست درج ذیل اہم تین شخصیات ومسئولین اکرام سے رابطہ فرما سکتے ہیں۔

۱۔ واجب الاحترام حضرت مولانا عبدالقادر ندوی حفظہ اللہ بطول حیاتہم الرئیس العام جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن
فون رابطہ: 041-3431921, 041-8777755

۲۔ واجب الاحترام حضرت ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا حفظہ اللہ بطول حیاتہم نائب الرئیس العام جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن۔ فون رابطہ: 042-7587528, 042-7587383

۳۔ **المعلن** نیز بندہ عاجز محمد عرف عیش محمد الامین العام جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد
فون رابطہ: 041-3431574, 041-3431921

۴ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۹ء